مطبوعات

(ادارہ)

تفسیر معالم القرآن: از جناب مولینا محمد علی صدیق کاندھلوی۔ ناشر: دارالعلوم شہابیہ' رنگ پورہ روڈ' لاہور۔ سفید کاغذ پر اچھی طباعت۔ ایک ایک پارے پر مشتمل ۱۱ مضبوط جلدیں۔

قرآن پاک دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس سے ہر زمانے کے علماء اور مفسرین نے اپنے اپنے دور میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل اخذ کیا ہے۔ اردو میں متعدد مفسرینِ کرام نے قرآن پاک کی تفہیم و توضیح کے لیے مخلصانہ کوششیں کی ہیں۔ انہی بلند بخت مفسرینِ قرآن کی محفل میں سیالکوٹ کے مولانا محمد علی کاندھلوی بھی شامل ہیں۔

مولانا موصوف ہندوستان کے مشہور مردم خیز قصبہ کاندھلہ کے ایک معروف علمی و دینی خاندان کے چشم و چراغ ہیں' دیوبند کے فاضل ہیں' سیالکوٹ کے دارالعلوم الشہابیہ کے ناظم اعلیٰ ہیں اور خطیب و واعظ ہونے کے علاوہ متعدد وقیع و مستند کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "معالم القرآن" یقیناً ان کا شاہکار ہے جو دنیا و آخرت میں ان کی عزت و سربلندی کا باعث بنے گا۔

"معالم القرآن" منفرد و ممتاز خصوصیات کی حامل تفسیر ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مولینا کاندھلوی محترم نے عربی' فارسی اور اردو کے ہر مفسر قرآن کی مساعی سے استفادہ کیا ہے اور جابجا ان کے حوالے دیے ہیں۔ اس طرح معاشرتی' اقتصادی' سیاسی' نفسیاتی اور جذباتی مسائل جن میں قرآن اپنے مخصوص انداز میں رہنمائی فرماتا ہے' مولانا نے سلیس اور عام فہم انداز میں اس کی تشریح کر دی ہے۔ مولینا مسائل کے استنباط میں کسی خاص فقہی مکتبِ فکر تک محدود نہیں

رہے اور اسلام کو انہوں نے بحیثیت مکمل نظامِ حیات وسیع تر تناظر میں پیش کیا ہے۔
مولانا کاندھلوی کا اسلوب عام فہم ہے۔ اس طرح یہ تفسیر نہ صرف علماء اور دینی درسگاہوں کے طلبہ کے لیے متاعِ بے بہا ہے بلکہ عام قارئین اور درس قرآن دینے والے مبلغین کے لیے خصوصی قدر و قیمت کی حامل ہے۔ یہ تفسیر ہر دینی و علمی لائبریری میں موجود ہونی چاہیے۔
(ڈاکٹر عبدالغنی فاروق)

اقبال کا نظریہ خودی: از جناب ڈاکٹر عبدالمغنی (پٹنہ یونیورسٹی)۔ ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵۔ صفحات ۵۴۲، کاغذ دبیز (کچھ کریم کلر کے قریب) کتابت و طباعت خوشنما، جلد مضبوط مع رنگین گرد پوش۔ حیرت ہے کہ پاکستان میں اس کتاب کا کوئی فروخت کنندہ نہیں۔ شاید علم کے خلاف قانون کی معیبت ہو۔ قیمت ۱۵۰ روپے۔

جواہر و خزف ریزوں کی چھانٹ پرکھ میں ژرف نگاہی رکھنے والے صاحبِ قلم کو دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ میں تنقید و توضیح کے ایسے بڑے کارنامے پر کیا لکھوں۔ کتاب پڑھتا ہوں تو میرے اندر کا تبصرہ نگار گم ہو جاتا ہے اور میں الفاظ کے ساغروں میں بھری ہوئی ادبی لطافتوں میں کھو جاتا ہوں۔ حواس بحال ہوتے ہیں تو سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں۔

ڈاکٹر عبدالمغنی کے کام کا پھیلاؤ عمودی اور افقی دونوں طرح سے ہے اور بڑی تیزی سے اس پھیلاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص بات یہ کہ ڈاکٹر عبدالمغنی کے قلم کا مرکزِ طواف (۱۹۵۷ سے) اقبال ہے۔

میں کچھ اور لکھ سکوں یا نہیں، یہ ضرور لکھنا چاہتا ہوں کہ جدید دور کی نہایت سنگلاخ اور مہیب اور معماتی و جناتی تنقید نگاری میں بڑے درجے اور بڑے کام کے ساتھ نمودار ہونے والا یہ پہلا مبصر ہے۔ یہ پہلا مبصر ہے جس کے ہاں مغربی ادب پر حاوی ہونے اور اس کا استاذ ہونے کے باوجود، مغربیت کا آسیب مسلط نہیں ہے۔ جس نے اغیار کے ہاں سے اصطلاحیں نہ چرائی ہیں نہ بھیک میں لی ہیں۔ اپنی اصطلاحیں خود بنائی ہیں جو بہت عام فہم ہیں، بڑی بڑی "چٹانیں" آپ کو کہیں نہ ملیں گی جن کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ مرعوب کر دیتی ہیں اور ابہام، ایہام یا اوہام کا کہر بھی ان کے گرد چھایا ہوا ہو تو پھر تو چڑیلیں معلوم ہونے لگتی ہیں۔ عبدالمغنی کی تنقیدی تحریر کو آپ پڑھیں تو بھول جائیں گے کہ یہ نقد و نظر کا قصہ ہے، بلکہ یوں